

The background image is a dark, atmospheric scene of a wooden attic. A window in the distance lets in a beam of light, creating a hazy, magical effect with visible dust particles. In the foreground, there is a large, open wooden chest on the left and several old, thick books scattered on a wooden surface. The overall tone is mysterious and nostalgic.

DEBUT · BEGINNING

13

A WINTER MAGIC

A WINTER MAGIC

Ferdinando Frega

GILLETTE: سرما کا ایک جادو

بحیرہ روم کے ایک گرم شہر نے، اطالوی سرحدوں کے اندر، اکسٹھ سال میری میزبانی کی تھی: ایک بے چین جسم جو اپنی اصل جہت ڈھونڈ رہا تھا، اور ایک ذہن جو پہلے ہی امریکہ میں بس رہا تھا۔

میرا امریکہ۔ وہ جو جب بھی میں جھنڈے کو دیکھتا مجھے رلا دیتا، اور میرے دل کی دھڑکن کو ناممکن حد تک تیز کر دیتا۔ وہ جو ایک دن میری میزبانی کرے گا، اپنی زمین کی گہرائیوں میں مجھے خوش آمدید کہنے کا منتظر۔

اسی دن مجھے اپنی پھوپھی کا فون آیا۔ انہوں نے بتایا کہ میرے دادا دادی چل بسے ہیں۔ بڑھاپا۔

ہمارے بیچ تین سو کلومیٹر کا فاصلہ تھا، مگر کوئی چیز اور کوئی شخص مجھے روک نہیں سکتا تھا۔ میں اپنی گاڑی میں بیٹھا اور چل پڑا۔ چار گھنٹے بعد میں پہنچ گیا۔

گھر بند تھا۔ ایک پڑوسن نے مجھے دیکھتے ہی سلام کیا اور کافی کے لیے اندر بلایا۔ مگر میرا وقت اس کے لیے نہ تھا۔

گھر کی چابیاں ہمیشہ میرے پاس رہتی تھیں۔ فریگاؤں کی ایک خاص عادت: مسئلے کو پیش آنے سے روکنا ہمیشہ حل ڈھونڈنے سے بہتر ہے۔ ہم ایسے ہی تھے۔

میں اندر گیا۔ مجھے اب بھی گھر کی مہک آرہی تھی، کمروں کی، الماریوں کی، باورچی خانے کی، اور اُس آتش دان کی جس نے 1977 کے سرما میں میرا ساتھ دیا تھا، جب میں محض بارہ سال کا تھا۔ جو کچھ جا چکا تھا وہ اب وہاں نہیں تھا۔ مگر یادیں اب بھی وہیں تھیں۔

جبلت مجھے اٹاری کی طرف کھینچ لے گئی۔

دونہے چوہوں نے میرا استقبال کیا۔ ذرا بھی ڈرے ہوئے نہیں۔ وہ وہاں یوں موجود تھے جیسے میرا انتظار کر رہے ہوں، جیسے انہیں مجھے کسی چیز تک لے جانا ہو۔

وہ مجھے گتے کے ایک سوٹ کیس تک لے گئے، بند، گرد کی موٹی تہ میں ڈھکا ہوا۔

تجسس نے مجھے اسے کھولنے پر اکسایا۔ دونوں چوہے مطمئن دکھائی دیے، جیسے انہوں نے کوئی کام پورا کر دیا ہو۔

اندر مجھے ایک کاپی ملی۔

ایک انوکھی لکھائی، ساری کی ساری بڑے حروف میں، جسے پہچاننے میں غلطی ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ میرے والد کی تھی۔

ایک کہانی پر تاریخ درج تھی: 21 فروری 1955۔ اتفاق سے، ٹھیک میری پیدائش کا دن — صرف سال مختلف تھا۔ انہوں نے وہ سطریں میرے دنیا میں آنے سے دس سال پہلے لکھی تھیں۔

وہ خدا کو لکھ رہے تھے۔

انہوں نے ایک خاندان مانگا، ایک بیوی، اور بچے۔ اور ایک خاص طور پر: ایک لڑکا۔ وہ اس کا نام اپنے والد کے نام پر فرڈیننڈ رکھیں گے۔ مگر ان کی درخواست یہیں ختم نہیں ہوئی۔

میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ مجھے ڈر تھا کہ کاپی بھیگ جائے گی، سو میں بغیر آنسوؤں کے سسکیوں والے موڈ پر آ گیا۔ وہی جو میں صرف زندگی میں، عورتوں کی موجودگی میں برتا تھا — انہیں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرنے کا میرا ایک طریقہ، دھوکا دینے کا میرا ایک طریقہ۔ میں فریگا ہوں۔

وہ اپنا بیٹا کیسا چاہتے تھے، اس کا بیان تفصیلی تھا۔ اور، بات کو لمبا کیے بغیر، آخر میں میں نے خود کو پا لیا۔ میں جو ہوں۔

اور یہ ان لمحوں میں سے ایک تھا جب میں نے خود سے ایک ہی سوال کیا:
میرے والد کون تھے؟

باقی کام شجرۂ نسب نے کر دیا۔ کیونکہ اس سوال کے ساتھ، میرے خاندانی نام کے ساتھ، میں جو ہوں اس کے ساتھ، لوگ آج ہمیشہ ایک ہی بات پوچھتے ہیں:
فریگا اصلی ہیں، یا دھوکے باز؟ تھوڑے تھوڑے دونوں۔ ہم فریگا ہیں۔

میرے والد نے خدا سے ایک بیٹا مانگا۔

خدا نے درخواست منظور کر لی۔

مگر ڈیلیوری غلط ہو گئی۔

ماڈل امریکی تھا۔

وہ اٹلی پہنچ گیا۔

نینڈو